بندیشوری پرساد سنگھ

بنام

اسٹیٹ آف بہار

13 اگست 2002

ایم۔بی۔شاہ اور بششور پرساد سنگھ، جسٹسز۔

ضابطہ فوجداری؛ دفعات 374 اور 401:

نگرانی - دفعہ 401 سی آر پی سی کے تحت عدالت عالیہ کا دائرہ اختیار اور طاقت ۔قتل-ملزم شک کی بنیاد پر بری ہوا-عدالت عالیہ نے اپیل میں تصدیق کی-نظر ثانی - فیصلہ کو پلٹنا اور عدالت عالیہ کے ذریعے اس کے دوبارہ مقدمے کا حکم- کی درستگی،-منعقد: دفعہ (3) 401 نظر ثانی عدالت کو بری ہونے کے نتیجے کو اثباتِ جُرم میں تبدیل کرنے سے منع کرتی ہے-عدالت عالیہ شواہد کی دوبارہ جائزہ کرنے میں جائز نہیں ہے-حکم بریت میں مداخلت نہ کرنا سوائے واضع غیر قانونی کی اصلاح یا انصاف کے مجموعی اسقاط انصاف کی روک تھام کے۔ایک متضاد صورتحال کو جنم دینا کہ ٹرائل کورٹ کے ذریعے بری کیے گئے ملزم کو اسی قتلِ عمد کے لیے دوسرے مقدمے کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے-تعزیراتی ضابطہ؛ دفعات 302 اور 302/114۔

عدالت عالیہ کی نظر ثانی اور اپیلیٹ دائرہ اختیار- دونوں میں فرق-منعقد: عدالت عالیہ کا اپیلیٹ دائرہ اختیار اپنے نظر ثانی دائرہ اختیار سے کہیں زیادہ وسیع ہے، خاص طور پر بریت کے حکم کے خلاف، کیونکہ جو وجوہات نظر ثانی میں پیش کی جا سکتی ہیں، وہ اپیل میں بھی پیش کی جا سکتی ہیں، لیکن اس کے برعکس ایسا نہیں ہوسکتا۔

بریت کے خلاف اپیل کا مسترد ہونا- کا اثر-منعقد: بری ہونے کے خلاف اپیل کو مسترد کرنا، بری ہونے کے خلاف اپیل کو مسترد کرنا ٹرائل کورٹ کے فیصلے پر حتمی مہر لگاتا ہے اور عدالت عالیہ کے لیے ایسے معاملات میں نظر ثانی کے دائرہ اختیار کا استعمال کرنا مناسب نہیں ہے۔

استغاثہ کے مطابق، بدقسمتی کے دن پر، ملزم-اپیل گزاروں اور پی ڈبلیو 4 کے درمیان جھگڑا ہوا، جس نے ایک ناخوشگوار موڑ لیا جب پی ڈبلیو 4 کے بیٹے نے جھگڑے میں مداخلت کی اور ملزم نے لوہے کی چھڑی سے اس کے سر پر وار کیا، جس کے نتیجے میں اس کی موت ہوگئی۔متوفی کے والد پی ڈبلیو 4 نے ایف آئی آر درج کرایا۔

ملزموں پر تعزیرات ہند کی دفعہ 302 اور 302/114 کے تحت جرائم کے لیے مقدمہ چلایا گیا لیکن ٹرائل کورٹ نے انہیں اس بنیاد پر بری کر دیا کہ استغاثہ اپنے مقدمے کو معقول شک سے بالاتر ثابت کرنے میں ناکام رہا۔ریاست کی اپیل کو

عدالت عالیہ نے حدود کی بنیاد پر مسترد کر دیا تھا۔مخبر کی طرف سے پیش کردہ نظر ثانی میں،عدالت عالیہ نے بری ہونے حکم بریت قرار دے دیا اور مقدمے کو دوبارہ ٹرائل کے لیے سیشن کورٹ کو بھیج دیا۔اس لیے یہ اپیل۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے عدالت نے

منعقد: 1.1. عدالت عالیہ کو ریکارڈ پر موجود شواہد کی دوبارہ تعریف کرنے اور ضابطہ فوجداری 401 کے تحت نظر ثانی میں ایک مختلف نتیجے پر پہنچنے میں جائز نہیں ٹھہرایا گیا۔دفعہ 401 کی ذیلی دفعہ (3) نظر ثانی عدالت کے اختیارات پر ایک حد رکھتی ہے جس میں اسے بری ہونے کے نتیجے کو اثباتِ جُرم میں تبدیل کرنے سے منع کیا گیا ہے جو کہ سی آر پی سی کی دفعہ 401 کے ذریعے دیے گئے نظر ثانی کے اختیار کی نوعیت اور وسعت کی نشاندہی کرتا ہے۔اگر عدالت عالیہ بری ہونے کے نتیجے کو براہ راست اثباتِ جُرم میں تبدیل نہیں کر سکتی،تو وہ بالواسطہ طور پر دوبارہ مقدمے کا حکم دینے کے طریقے سے ایسا نہیں کر سکتی۔(499-جی-ایچ؛500-اے)

1.2. یہ اچھی طرح سے طے شدہ قانون ہے کہ عدالت عالیہ عام طور پر حکم بریت پر نظر ثانی میں مداخلت نہیں کرے گی سوائے ان غیر معمولی معاملات کے جہاں عوامی انصاف کے مفاد میں کسی واضح غیر قانونی کی اصلاح یا انصاف کے مجموعی اسقاط حمل کی روک تھام کے لیے مداخلت کی ضرورت ہوتی ہے۔عدالت عالیہ کو حکم بریت میں صرف اس وجہ سے مداخلت کرنا جائز نہیں ہوگا کہ ٹرائل کورٹ نے قانون کے بارے میں غلط نظریہ اختیار کیا ہے یا شواہد کی تعریف میں غلطی کی ہے۔ایسے حالات کی مکمل فہرست بنانا نہ تو ممکن ہے اور نہ ہی مشورہ دیا جاتا ہے جن میں نظر ثانی کے دائرہ اختیار کا استعمال جائز ہو سکتا ہے،لیکن اس عدالت کے فیصلوں نے کسی نجی فریق کے ذریعے بری کیے جانے کے خلاف اپیل میں سی آر پی سی کی دفعہ 401 کے تحت عدالت عالیہ کے ذریعے نظر ثانی کے دائرہ اختیار کے استعمال کے دائروں کو متعین کیا ہے۔(500-بی-ڈی)

ڈی اسٹیفنز دیگران بنام نوسیبولا،اے آئی آر (1951) ایس سی 196؛کے سی ریڈی دیگران بنام ریاست آندھرا پردیش،اے آئی آر (1962) ایس سی 1788؛اکالو اہیر اور دیگران بنام رام دیورام،(1973) 2 ایس سی سی 583؛پاکلا پتی نارائن گجپتی راجو اور دیگران بنام بینا پلی پیڈا اپاڈو اور انر،اے آئی آر (1975) ایس سی 1854 اور مہندر پرتاپ سنگھ بنام سرجو سنگھ،اے آئی آر 1968 ایس سی 707 نے انحصار کیا۔

1.3. فوری معاملے میں ٹرائل کورٹ کا فیصلہ غلط نہیں تھا۔طریقہ کار میں کسی خرابی کی نشاندہی نہیں کی گئی ہے۔ثبوت کی کوئی نامناسب قبولیت یا مسترد بھی نہیں تھی؛اور نہ ہی مقدمے کے انعقاد میں طریقہ کار کی کوئی خرابی یا غیر قانونی حیثیت تھی جو خود مقدمے کو خراب کر رہی تھی۔واضح غیر قانونیت کی عدم موجودگی میں جس کے نتیجے میں انصاف کی سنگین غلطی ہوتی ہے، ایسے معاملات میں نظر ثانی کے دائرہ اختیار کا استعمال جائز نہیں ہے۔(500-ای-ایف)

2.1. اس عدالت نے بار بار مشاہدہ کیا ہے کہ کسی نجی فریق کے کہنے پر حکم بریت کے خلاف نظر ثانی کے دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہوئے،عدالت صرف محدود دائرہ اختیار کا استعمال کرتی ہے اور اسے خود کو اپیلٹ عدالت میں تشکیل نہیں دینا چاہیے جس کے پاس حقائق اور قانون کے سوالات میں جانے اور حکم بریت کو اثباتِ جُرم میں تبدیل کرنے کے لیے بہت وسیع دائرہ

اختیار ہو۔(501-بی)

2.2. سی آر پی سی کی دفعہ 374 کے تحت بری ہونے کے خلاف اپیل سے نمٹنے میں عدالت عالیہ کا دائرہ نجی سی آر پی سی کی دفعہ 401 کے تحت دائرہ نجی استعمال کرنے والی حکم بریت کے دائرہ نجی سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔نظر ثانی کی درخواست کی حمایت میں جن تمام بنیادوں پر زور دیا جا سکتا ہے ان پر اپیل میں زور دیا جا سکتا ہے، لیکن اس کے برعکس نہیں۔حکم بریت کے خلاف ریاست کی طرف سے پیش کردہ اپیل کو مسترد کرنا ٹرائل کورٹ کے فیصلے پر حتمی مہر لگاتا ہے۔ایسی صورت میں، کسی نجی فریق کے کہنے پر حکم بریت کے خلاف سی آر پی سی کی دفعہ 401 کے تحت نظر ثانی شدہ دائرہ اختیار کا استعمال کرنا صوابدیدی کا مناسب استعمال نہیں ہوسکتا ہے۔ایسے معاملے میں نظر ثانی کے دائرہ اختیار کا استعمال ایک متضاد صورتحال کو جنم دے سکتا ہے جہاں ایک ملزم نے کسی جرم کی کوشش کی اور اسے بری کر دیا گیا، اور اپیل میں حکم بریت کو برقرار رکھا گیا، اسی جرم کے لیے دوسرے مقدمے کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے جس سے اسے بری کر دیا گیا تھا۔(501-ڈی-ایف)

فوجداری اپیلٹ کا دائرہ اختیار: 2002 کی فوجداری اپیل نمبر 808۔

فوجداری 1994 کے آر نمبر 48 میں جھارکھنڈ عدالت عالیہ کے 6.6.2001 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل گزاروں کے لیے پی ایس مشرا، ایس کے سنہا، ایس چندر شیکھر، وشنو شرما، اوپیندر مشرا اور تا تا گٹ ایچ وردھن۔

جواب دہندہ کی طرف سے آر ڈی اپادھیائے، وشوجیت سنگھ اور تری پوراری رائے۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

بشوشور پرساد سنگھ، جسٹس: خصوصی اجازت دی گئی۔

یہاں اپیل گزاروں کے خلاف مقدمہ 1992 کے سیشن ٹرائل نمبر 193 میں سکھ سیشن جج، دھنباد نے چلایا تھا جس پر تعزیرات ہند کی دفعات 302 اور 302/114 کے تحت جرم کا الزام عائد کیا گیا تھا۔فاضل سیشن جج نے 21 جنوری 1994 کے فیصلے اور حکم کے ذریعے اپیل گزاروں کو ان کے خلاف لگائے گئے الزامات سے بری کر دیا، یہ نتیجہ اخذ کرتے ہوئے کہ استغاثہ نے اپنا مقدمہ معقول شک سے بالاتر ثابت نہیں کیا تھا۔

اپیل گزاروں کو بری کرنے کے خلاف ریاست کی طرف سے پیش کی گئی اپیل کو عدالت عالیہ نے 22 نومبر 1994 کے اپنے حکم سے مسترد کر دیا تھا۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اپیل کو حد کی بنیاد پر خارج کر دیا گیا تھا۔

اطلاع دہندہ نے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 401 کے تحت عدالت عالیہ میں نظر ثانی کو ترجیح دی تھی جس کی اجازت 1994 کے فوجداری نظر ثانی نمبر 48 میں 6 جون 2001 کے متنازعہ فیصلے اور حکم نامے سے دی گئی ہے۔بری ہونے کے فیصلے کو کالعدم قرار دے دیا گیا اور مقدمے کو قانون کے مطابق دوبارہ مقدمے کی سماعت کے لیے سیشن جج کے پاس بھیج دیا گیا۔

ریکارڈ پر موجود شواہد سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایک واقعہ 20 جولائی 1989 کو شام 4 بجے کے قریب پیش آیا۔مخبر اور اپیل دہندہ نمبر 1 کے درمیان اطلاع دہندہ کی بالکونی تک چڑھ جانے والی بیلوں کو ہٹانے کے سلسلے میں جھگڑا ہوا۔مخبر کے ساتھ

ساتھ یہاں اپیل کنندہ 2 سے 5 ایک ہی عمارت میں رہتے ہیں۔ جھگڑے نے ایک بدصورت موڑ لے لیا اور اپیل کنندہ نمبر 1 اور مخبر کے درمیان گالی گلوچ کا تبادلہ ہوا۔ اسی دوران مخبر کا بیٹا کمود نیچے آیا اور اپیل گزاروں سے پوچھا کہ انہوں نے بیل کیوں نہیں ہٹائی۔ استغاثہ کا معاملہ یہ ہے کہ اپیل کنندہ نمبر 1 اور دیگر اپیل گزاروں نے چیخ و پکار کی اور کمود پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد ہونے والے حملے میں متوفی کمود کے سر پر لوہے کی چھڑی سے وار کیا گیا جس کے نتیجے میں وہ شدید زخمی ہو گیا۔ انہیں بوکارو جنرل ہسپتال لے جایا گیا، جہاں انہیں مردہ قرار دے دیا گیا۔

اس معاملے کی اطلاع پولیس کو دی گئی۔ اس کے بعد مقدمے کی تفتیش کی گئی اور اپیل گزاروں کو سیشن جج دھنباد کے سامنے مقدمے کی سماعت کے لیے پیش کیا گیا۔

استغاثہ نے تین چشم دید گواہوں یعنی پی ڈبلیو 1، 3 اور 4، جو متوفی کی بالترتیب ماں، بہن اور باپ تھے کی گواہی پر انحصار کیا۔ ابتدائی اطلاعی رپورٹ متوفی کے والد پی ڈبلیو 4 نے درج کرائی تھی۔ استغاثہ نے ریکارڈ پر موجود طبی شواہد پر بھی انحصار کیا، جس نے استغاثہ کے مطابق گواہوں کے شواہد کی تصدیق کی۔ فاضل سیشن جج نے ریکارڈ پر موجود شواہد پر غور کرنے کے بعد اپیل گزاروں کو ان کے خلاف لگائے گئے الزامات سے بری کر دیا۔

ریاست کی اپیل مسترد ہونے کے بعد، مخبر، پی ڈبلیو 4 کی طرف سے عدالت عالیہ کے سامنے ضابطہ فوجداری 401 کے تحت فوجداری نظر ثانی دائر کی گئی۔

عدالت عالیہ کے سامنے نظر ثانی میں مخبر کی جانب سے اس بات پر زور دیا گیا کہ پی ڈبلیو 1، 3 اور 4 کی گواہی کو مسترد کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ ریکارڈ پر موجود طبی شواہد نے ان کی گواہی کی تصدیق کی۔ لہذا، ریکارڈ پر موجود شواہد کی بنیاد پر، یہ قرار دیا جانا چاہیے تھا کہ استغاثہ نے اپنا مقدمہ معقول شک سے بالاتر ثابت کیا تھا۔

دوسری طرف اپیل گزاروں نے اس بات پر روشنی ڈالی کہ ٹرائل کورٹ نے ان کی بری ہونے کی وجوہات درج کر لی ہیں۔ ابتدائی اطلاعی رپورٹ میں اپیل کنندہ نمبر 1 کے خلاف واضح الزام لگایا گیا کہ اس نے کمود (متوفی) کے سر پر لوہے کی چھڑی سے حملہ کیا تھا۔ تاہم، دوسرے گواہوں نے اپنے بیان کے دوران کمود پر حملے کو اپیل کنندہ نمبر 2، انوج سے منسوب کیا۔ مخبر نے بھی عدالت کے سامنے اپنے بیان میں اپنا بیان تبدیل کیا اور دوسرے گواہوں کے مطابق بیان دیا کہ یہ انوج، اپیل کنندہ نمبر 2 تھا جس نے متوفی کے سر پر لوہے کی چھڑی سے وار کیا جس کے نتیجے میں اس کی موت ہو گئی۔ ریکارڈ پر موجود طبی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ صرف دو بیرونی چوٹیں تھیں، پہلی بائیں پیریٹل ایریا کے درمیانی حصے پر زخم اور دوسری دائیں کہنی کے پچھلے حصے پر رگڑ تھی۔

عدالت عالیہ کے فیصلے پر محض غور کرنے سے یہ بات سامنے آئے گی کہ عدالت عالیہ نے ریکارڈ پر موجود شواہد کی دوبارہ تعریف کی اور اس نتیجے پر پہنچی کہ معزز سیشن جج حکم بریت ریکارڈ کرنے میں جائز نہیں تھا۔ چشم دید گواہوں کا ثبوت مستقل تھا اور جہاں تک مخبر کا تعلق ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ ابتدائی اطلاعی رپورٹ میں اس نے مہلک چوٹ کو اپیل کنندہ نمبر 1 سے منسوب کیا تھا لیکن بعد میں اس نے اپنا بیان تبدیل کیا اور بیان دیا کہ چوٹ اپیل کنندہ نمبر 2 کی وجہ سے ہوئی تھی۔ عدالت عالیہ اس دلیل سے متاثر ہوئی کہ ابتدائی اطلاعی رپورٹ ثبوت کا ایک ٹھوس ٹکڑا نہ ہونے کی وجہ سے، زیادہ سے زیادہ مخبر کے ثبوت کی تصدیق ابتدائی

اطلاعی رپورٹ سے نہیں ہوئی۔ عدالت عالیہ نے مزید پایا کہ چشم دید گواہوں کی موجودگی فطری تھی اور محض یہ حقیقت کہ ان کا تعلق تھا، ان کی گواہی کو مسترد کرنے کی کوئی بنیاد نہیں تھی۔ اپیل گزاروں کی جانب سے اس دلیل کو مسترد کرتے ہوئے کہ ابتدائی اطلاعی رپورٹ میں بالکونی سے واقعے کے چشم دید گواہوں کے طور پر مخبر کی بیوی اور بیٹی کی موجودگی کا کوئی ذکر نہیں ہے، جج نے مشاہدہ کیا کہ یہ توقع نہیں کی جاتی تھی کہ ابتدائی اطلاعی رپورٹ میں ہر تفصیل کا ذکر کیا جائے گا۔ اس طرح کے استدلال پر، عدالت عالیہ نے بری ہونے حکم بریت قرار دے دیا اور اپیل گزاروں پر دوبارہ مقدمہ چلانے کا حکم دیا۔

ہم نے ریکارڈ پر موجود مواد پر غور سے غور کیا ہے اور ہم مطمئن ہیں کہ عدالت عالیہ ریکارڈ پر موجود شواہد کی دوبارہ تعریف کرنے اور ضابطہ فوجداری 401 کے تحت مخبر کی طرف سے پیش کردہ نظر ثانی میں کسی مختلف نتیجے پر پہنچنے میں جائز نہیں تھی۔ دفعہ 401 کی ذیلی دفعہ (3) شرائط میں یہ فراہم کرتی ہے کہ دفعہ 401 کی کوئی بھی چیز عدالت عالیہ کو بری ہونے کے فیصلے کو اثباتِ جُرم میں تبدیل کرنے کا اختیار نہیں دے گی۔ مذکورہ بالا ذیلی دفعہ، جو نظر ثانی عدالت کے اختیارات کو محدود کرتی ہے، اسے بری ہونے کے نتیجے کو اثباتِ جُرم میں تبدیل کرنے سے منع کرتی ہے، خود ہی ضابطہ فوجداری 401 کے ذریعے دیے گئے نظر ثانی کے اختیار کی نوعیت اور وسعت کی نشاندہی کرتی ہے۔ اگر عدالت عالیہ بری ہونے کے فیصلے کو براہ راست اثباتِ جُرم میں تبدیل نہیں کر سکتی، تو وہ بالواسطہ طور پر دوبارہ مقدمے کی سماعت کا حکم دینے کے طریقے سے ایسا نہیں کر سکتی۔ اس عدالت کے کئی فیصلوں سے یہ بات اچھی طرح طے ہو جاتی ہے کہ عدالت عالیہ عام طور پر حکم بریت پر نظر ثانی میں مداخلت نہیں کرے گی سوائے ان غیر معمولی معاملات کے جہاں عوامی انصاف کے مفاد میں کسی واضح غیر قانونی کی اصلاح یا انصاف کے مجموعی اسقاط حمل کی روک تھام کے لیے مداخلت کی ضرورت ہوتی ہے۔ عدالت عالیہ کو حکم بریت میں صرف اس وجہ سے مداخلت کرنا جائز نہیں ہوگا کہ ٹرائل کورٹ نے قانون کے بارے میں غلط نظریہ اختیار کیا ہے یا شواہد کی تعریف میں غلطی کی ہے۔ ان حالات کی مکمل فہرست بنانا نہ تو ممکن ہے اور نہ ہی مشورہ دیا جاتا ہے جن میں نظر ثانی کے دائرہ اختیار کا استعمال جائز ہو سکتا ہے، لیکن اس عدالت کے فیصلوں نے کسی نجی فریق کے ذریعے بری کیے جانے کے خلاف اپیل میں ضابطہ فوجداری 401 کے تحت عدالت عالیہ کے ذریعے نظر ثانی کے دائرہ اختیار کے استعمال کے دائروں کو متعین کیا ہے۔ (اے آئی آر 1951 ایس سی 196 بنام ڈی سٹیفنز نوسیبولا؛ اے آئی آر (1962) ایس سی 1788: کے سی ریڈی بنام ریاست آندھرا پردیش؛ (1973) 2 ایس سی سی 583: اکالو اہیر اور دیگران بنام رام دیورام، اے آئی آر (1975) ایس سی 1854 پاکلا پتی نارائن گجپتی راجو اور دیگران بنام بونا پلی پیڈا اپاڈو اور دیگر، اور اے آئی آر (1968) ایس سی 707: مہندر پرتاپ سنگھ بنام سرجو سنگھ)۔

فوری مقدمہ ایسا نہیں ہے جہاں ٹرائل کورٹ نے اس طرح کی کوئی غیر قانونی کارروائی کی ہو۔ طریقہ کار یا مقدمے کے انعقاد میں کسی بھی قانونی کمزوری کی عدم موجودگی میں، عدالت عالیہ کے لیے اپنے نظر ثانی شدہ دائرہ اختیار کے استعمال میں مداخلت کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ یہ بار بار کہا گیا ہے کہ عدالت عالیہ کو ٹرائل کورٹ سے مختلف نتائج تک پہنچنے کے لیے شواہد کی دوبارہ تعریف نہیں کرنی چاہیے۔ واضح غیر قانونیت کی عدم موجودگی میں جس کے نتیجے میں انصاف کی سنگین غلطی ہوتی ہے، ایسے معاملات میں نظر ثانی کے دائرہ اختیار کا استعمال جائز نہیں ہے۔

اس لیے ہم مطمئن ہیں کہ عدالت عالیہ نے مخبر کے کہنے پر اپنے نظر ثانی شدہ دائرہ اختیار کے استعمال میں حکم بریت میں مداخلت کرنا جائز نہیں تھا۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ عدالت عالیہ ریکارڈ پر موجود شواہد کی تعریف پر ٹرائل کورٹ سے مختلف نتیجے پر پہنچ سکے۔ لیکن یہ اپنے آپ میں بری ہونے کے فیصلے کے خلاف ضابطہ فوجداری 401 کے تحت نظر ثانی کے دائرہ اختیار کے استعمال کا کوئی جواز نہیں ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ فوری مقدمے میں ٹرائل کورٹ کا فیصلہ متضاد تھا۔ طریقہ کار میں کسی خرابی کی نشاندہی نہیں کی گئی ہے۔ ثبوت کی کوئی نامناسب قبولیت یا مسترد بھی نہیں تھی اور نہ ہی مقدمے کے انعقاد میں طریقہ کار کی کوئی خرابی یا غیر قانونی حیثیت تھی جو خود مقدمے کو خراب کرتی تھی۔ زیادہ سے زیادہ عدالت عالیہ نے سوچا کہ استغاثہ کے گواہ قابل اعتماد ہیں جبکہ ٹرائل کورٹ نے اس کے برعکس نظریہ اختیار کیا۔ اس عدالت نے بار بار مشاہدہ کیا ہے کہ کسی نجی فریق کے کہنے پر حکم بریت کے خلاف نظر ثانی کے دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہوئے، عدالت صرف محدود دائرہ اختیار کا استعمال کرتی ہے اور اسے خود کو اپیلٹ عدالت میں تشکیل نہیں دینا چاہیے جس کے پاس حقائق اور قانون کے سوالات میں جانے اور حکم بریت کو اثباتِ جُرم میں تبدیل کرنے کے لیے بہت وسیع دائرہ اختیار ہو۔ اس بات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ جب دوبارہ مقدمے کی سماعت کا حکم دیا جاتا ہے، تو ملزم کے خلاف پاسے بہت زیادہ بھرے ہوتے ہیں، اور خود ہی عدالت کو نظر ثانی کے دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہوئے خبردار کرنا چاہیے۔ لہٰذا، ہمیں اپیل گزاروں کے دوبارہ مقدمے کا حکم دینے والے عدالت عالیہ کے متنازعہ حکم کا کوئی جواز نہیں ملتا ہے۔

عدالت عالیہ نے اس حقیقت کو محسوس کیا ہے کہ ریاست نے اپیل گزاروں کو بری کرنے کے خلاف اپیل کو ترجیح دی تھی۔ اس اپیل کو عدالت عالیہ نے حد بندی کی بنیاد پر خارج کر دیا تھا۔ اصولی طور پر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، کیونکہ حد کی بنیاد پر بھی اپیل کو مسترد کرنا تمام مقاصد کے لیے مسترد کرنا ہے۔ جیسا کہ پہلے مشاہدہ کیا گیا ہے، ضابطہ فوجداری 374 کے تحت بری ہونے کے خلاف اپیل سے نمٹنے میں عدالت عالیہ کا دائرہ اختیار ضابطہ فوجداری 401 کے تحت دائرہ اختیار استعمال کرنے والی نظر ثانی عدالت کے دائرہ اختیار سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ نظر ثانی کی درخواست کی حمایت میں جن تمام بنیادوں پر زور دیا جا سکتا ہے ان پر اپیل میں زور دیا جا سکتا ہے، لیکن اس کے برعکس نہیں۔ حکم بریت کے خلاف ریاست کی طرف سے پیش کردہ اپیل کو مسترد کرنا ٹرائل کورٹ کے فیصلے پر حتمی مہر لگاتا ہے۔ ایسی صورت میں کسی نجی فریق کے کہنے پر حکم بریت کے خلاف ضابطہ فوجداری 401 کے تحت نظر ثانی کے دائرہ اختیار کا استعمال کرنا صوابدیدی کا مناسب استعمال نہیں ہو سکتا۔ ایسے معاملے میں نظر ثانی کے دائرہ اختیار کا استعمال ایک متضاد صورتحال کو جنم دے سکتا ہے جہاں ایک ملزم نے کسی جرم کی کوشش کی اور اسے بری کر دیا گیا، اور اس کی برطرفی کے ذریعے اپیل میں حکم بریت کو برقرار رکھا گیا، اسی جرم کے لیے دوسرے مقدمے کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے جس سے اسے بری کر دیا گیا تھا۔

ان وجوہات کی بنا پر ہم اس اپیل کی اجازت دیتے ہیں اور عدالت عالیہ کے متنازعہ فیصلے اور حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں۔

ایس۔کے۔ایس۔

اپیل منظور کی جاتی ہے۔

Sheikh Javiad Alam
2025.06.04 16:22
I am the author of this document